سندھ میں اشاعت اسلام، تاریخی حقائق کی روشنی میں

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

Spread of Islam in Sindh in the Light of Historical Facts: An Analytical Study

ڈاکٹر محمد کاشف شیخ[1]

Abstract

The present study deals with the spread of Islam in Sindh from a historical perspective and discusses the issue analytically. It is a common allegation against Islam that it had spread by the use of the sword. Generally, this question is raised in the east and west, in particular in the subcontinent. Islam entered the subcontinent (Hindostan) through Sindh, and the scholars, who are interested in the history of Sindh, had discussed this allegation. According to BBC News in Urdu, on July 7th, 2019, a strange incident happened that a statue of the first Punjabi Maharaja Ranjit Singh was fixed at a place in Lahore. Maharaja was declared the real hero ofPunjab. A similar voice is raised in Sindh province, highlighting that the real hero of Sindh is Raja Dahir rather than Muhammad Bin Qasim.Therefore, the statue of Raja Dahir should be fixed in Sindh. Reflecting on these incidents, it could be concluded that the idea is driven by the negative perception and image of the people who promoted Islam in the region during the earlier period. The plan is developed to portray the image of Muslim Arabs conquer as robbers and killers, while the local rulers were heroes and patriots who can scarify their lives for the country. Viewing the historical facts, it can be exposed that when Muhammad Bin Qasim conquered Sindh, the Hindus and Buddhists had built his statues in the memory of the Muslim conqueror. Nevertheless, the Muslim conquerors had influenced the people of Sindh with their behaviors of tolerance, compassion,harmony, and kindness. That'swhy the majority of the local people were converted into Islam. The current research also points out

1. اسسٹنٹ پروفیسر، جامعہ رفاہ العالمیہ، اسلام آباد

that Islam wasintroduced in Sindh and Subcontinent even before the arrival of Muhammad Bin Qasim.
KeyWords: Spread of Islam, Sindh, Muslim conquerors, harmony

تعارف:

اسلام پر اٹھائے جانے والے اعتراضات میں سب سے نمایاں اعتراض یہ ہے کہ اسلام کا پھیلاؤ تلوار کے زور پر ہوا ہے۔ یہ اعتراض دنیا کے دوسرے خطوں کی مانند ہندوستان میں بھی اسلام کے فروغ و اشاعت کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ہندوستان میں اسلام سندھ کے راستے داخل ہوااور یہ اعتراض سندھ کی تاریخ یااس کے ماضی سے دلچسپی رکھنے والے کئی اہل علم میں بھی زیر بحث لایا گیا۔ گزشتہ دنوں بی بی سی اردو کی اشاعت ۷، جولائی ۲۰۱۹ء کے مطابق ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ پنجاب کے صوبائی دارالحکومت لاہور میں ایک مقام پر پنجاب کے پہلے پنجابی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مجسمہ نصب کیا گیااور اسے پنجاب کا اصل ہیرو قرار دیا گیااور اسی کی دیکھادیکھی سندھ سے بھی اس طرح کی ایک آواز سنائی دی کہ سندھ کے اصل ہیرو راجہ داہر ہیں نہ کہ محمد بن قاسم ثقفی اور اس تناظر میں سندھ میں ان کے مجسمے کی تنصیب کی جانی چاہئے۔اس معاملے پر گہری نظر ڈالی جائے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کی ان تازہ واقعات کے پس منظر میں وہی سوچ کارفرما ہے کہ اسلام کی اشاعت کا سہرا جن ہستیوں کے سر جاتا ہے ان کی منفی تصویر پیش کی جائے اور بحیثیت مجموعی اسلام کی اشاعت کا ذریعہ تلوار یا دوسرے لفظوں میں خونخوار ذہنیت کو قرار دے دیا جائے اور اس فرضیے کو مان لینے کی صورت میں عرب فاتحین لٹیرے اور غارتگر جب کہ اس دور کے مقامی حکمران وطن کی خاطر جان قربان کرنے والے ہیرو قرار پائیں گے۔تاریخی واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کا تفصیلی تذکرہ زیر بحث مقالے میں کیا گیا ہے اس حقیقت کو نظرانداز کرنا آسان نہیں کہ محمد بن قاسم ثقفی نے جب خطہ سندھ کو فتح کیا تو ایک موقعہ ایسا بھی آیا جب سندھ میں سکونت پذیر غیر مسلموں نے اس فاتح کی یاد میں اس کے مجسمے بنا کر نصب کئے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ کن حالات میں مسلمان فاتحین کو سندھ کی جانب پیش قدمی کرنا پڑی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان فاتحین کی رواداری، حسن سلوک اور رحم دلی سے اثر لے کر اہلیان سندھ کی بڑی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا تھا۔اس مقالے میں یہ جائزہ بھی لیا گیا ہے کہ سندھ و ہند میں اسلام کا اولین تعارف محمد بن قاسم ثقفی کی آمد سے بہت پہلے پیش کیا جا چکا تھا جس کے شواہد اس مقالے میں بیان کئے گئے ہیں۔

برصغیر میں اسلام کا داخلہ کیونکر ہوا؟

سب سے پہلے ہم ان شواہد کا جائزہ لیں گے جو اسلام اور مسلمانوں سے برصغیر کی مقامی آبادی کے ابتدائی تعارف سے متعلق مختلف تاریخی حوالوں سے پیش کئے جاتے ہیں نیز یہ کہ برصغیر میں اسلام کا داخلہ اولین عہد میں کس انداز سے ہوا۔ عرب بعثت نبویؐ سے قبل مالابار، کارومنڈل، سراندیپ، جاوا، سماٹرا اور چین کے ساحل تک بادبانی کشتیوں میں بغرض تجارت آتے جاتے تھے۔[2] اس لیے کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کے ایک صحابی کا مزار چین کی بندرگاہ کانٹن میں ہے جن کا نام وہبؓ ہے۔ دوسرے صحابی عکاشہؓ کا مزار محمود بندر میں اور تیسرے صحابی تمیم انصاریؓ کا مزار مدراس سے بارہ میل جنوب کی جانب ساحل کوکم (میلاپور میں ہے)[3] باقی ہندوستان کی طرح سندھ کے تاجر بھی عدن کی بندرگاہ تک سمندر کے راستے سے اپنا تجارتی سامان پہنچاتے تھے۔ سندھ سے کئی اشیاء عرب کی مختلف تجارتی منڈیوں میں جایا کرتی تھیں۔ ہندوستان کی مانند سندھ سے بھی مختلف تجارتی اشیاء عرب جایا کرتی تھیں، ان اشیاء میں سندھ سے قسط، بانس اور بید کی لکڑیاں بڑے پیمانے پر عرب کی منڈیوں میں فروخت کے لیے لے جائی جاتی تھیں۔[4] سندھی کپڑے کا استعمال بھی عرب میں عام تھا، یہ کپڑے مندہ اور مندیہ کے نام سے مشہور تھے[5] علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے مطابق قرآن مجید میں مذکور سندس سے مراد سندھ کا بنا ہوا کپڑا ہے۔[6] لغت عرب کے مشہور مؤلف ابن منظور افریقی نے لسان العرب میں حضرت عائشہؓ سے منسوب ایک روایت بیان کی ہے کہ ان کے استعمال میں سندھ کے بنے ہوئے چار کپڑے تھے۔[7] اسی طرح لسان العرب کے مطابق تہبند اور لنگی کے کپڑے بھی عرب میں سندھ ہی سے جاتے تھے۔[8] عربوں میں سندھی مرغی کھانے کا تذکرہ بھی

2۔ ندوی، سید سلیمان، عربوں کی جہازرانی، ص ۵۴-۵۳ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۸۱ء

3۔ نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ خان، آئینہ حقیقت نما، ص ۷۰، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۵۸ء

4۔ ابن خردازبہ، ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ، المسالک والممالک، ص ۶۲ طبع لیڈن مطبع بریل ۱۸۸۹ء

5۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب ج ۳، ص ۲۱۱۶، دارالمعارف قاہرہ مصر، سن ندارد

6۔ سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن،

7۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، ج ۳، ص ۲۱۱۶

8۔ ایضاً ج ۵، ص ۳۴۸۶

مختلف کتابوں سے ملتا ہے۔[9] سندھ کے مختلف علاقوں سے زط (جاٹ) ، مید، سیابجہ، احامرہ، اساورہ، بیاسرہ اور تکاکرہ، (ٹھاکر) عرب میں مختلف مقامات پر جا کر آباد ہو گئے تھے۔[10] لہذا اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل بھی سندھ اور عرب کے تعلقات قائم تھے۔

جنوبی ہند کی طرح سندھ میں عربوں کی مستقل نوآبادیوں کا ذکر نہیں ملتا البتہ فتح سندھ سے قبل مسلمان سندھ میں آباد ہو چکے تھے اور اس سلسلے میں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ پانچ سو عرب مسلمان ایک عرب سردار محمد علافی کی ماتحتی میں مکران سے بھاگ کر سندھ کے راجہ داہر کے علاقے میں مقیم ہو گئے تھے۔[11] تحفۃ المجاہدین کی روایت کے مطابق سواحل ہند تک اسلام کی مصالحانہ دعوت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پہنچ چکی تھی۔ ملیبار کے راجہ نے مذہب اسلام کی تحقیق کے لیے جو وفد عرب بھیجا تھا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں پہنچا تھا اور وہاں سے اسلام کی روشنی سے منور ہو کر ملیبار واپس آگیا تھا۔[12] تاریخ فرشتہ کے مطابق خلافت بنو امیہ کے ابتدائی زمانے میں سراندیپ کا راجہ مسلمان تھا۔ فرشتہ نے لکھا ہے:

"ہر آئینہ حاکم سراندیپ پیشتر از رایان دیگر مواضع ہندوستان بر حقیقت اسلام مطلع شدہ در عہد صحابہ کرامؓ مقلد قلادہ شریعت مصطفویؐ گردیدہ بود"[13]

بزرگ بن شہریار (ناخدا) رامہرمزی جو عرب سے ہندوستان اور چین تک جہاز رانی کرتا تھا، اُس نے اپنی کتاب عجائب الہند میں اہل سراندیپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحقیقاتی وفد کی روانگی کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ وہ وفد بعض مشکلات کے باعث عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صدیقیؓ کے بجائے عہد فاروقیؓ میں مدینہ پہنچا۔ وفد کے لوگ حضرت عمرؓ کے تواضع اور انکساری سے بے حد متاثر ہوئے۔ بزرگ بن شہریار نے آخر میں لکھا ہے:

9۔ الجاحظ، ابو عثمان عمرو بن بحر، کتاب الحیوان، ج۳، ص ۱۴۵، ج۷، ص ۱۷۰، مطبع مصطفی البابی الحلبی واولادہ مصر، طبع دوم، سن ندارد

10۔ مبارک پوری، قاضی اطہر، عہد رسالتؐ اور ہندوستان ص ۵۴تا۵۵ تخلیقات لاہور ۲۰۰۴ء

11۔ کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص۱۱۹، سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۲۰۰۴ء

12۔ ندوی، سید سلیمان، مقالات سلیمان، ص ۱۰۴، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد طبع اول ۱۹۸۹ء

13۔ تاریخ فرشتہ

"وهم يحبون المسلمين ويميلون اليهم ميلاً شديدا" "وہ لوگ مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف بہت ہی زیادہ رغبت کے ساتھ مائل ہوتے ہیں"۔[14]

ان تمام شواہد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا چنداں دشوار نہیں کہ برصغیر میں مسلمان فتح سندھ سے پہلے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شمشیر وسنان کے بغیر داخل ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کا روز اول سے یہی مزاج رہا ہے کہ وہ بہ غرض تجارت بھی اگر کسی علاقے میں جاتے تھے تو اس علاقے میں اسلام کے پیغام کو ان کے مثالی کردار اور اعلیٰ اخلاقیات کی بنا پر قبولیت حاصل ہوتی تھی۔ اوپر مذکور شواہد سے برصغیر میں اسلام کے داخلے اور اولین تعارف کے آثار نمایاں ہوتے ہیں تاہم حدود سندھ میں عہد رسالت مآب ﷺ میں یا اس کے متصل بعد مسلمانوں کی آمد ورفت اور خطہ سندھ میں اسلام کی دعوت کے فروغ اور اشاعت میں کون سے عوامل کارفرما رہے ہیں اس کے لئے ہمیں دستیاب تاریخی شواہد کا جائزہ لینا ہوگا۔

سرزمین سندھ میں صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی آمد:

برصغیر میں اسلام کے اولین تعارف کے سلسلے میں کئی شواہد تاریخی حوالوں کے ساتھ ذکر کئے جا چکے ہیں تاہم تاریخ سندھ کے حوالے سے تاریخ نگار یہ شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ قدیم دور میں سندھ میں تاریخ نگاری پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس کی شہادت ٹی ایچ سورلے کے بیان سے بھی ملتی ہے۔ اس نے لکھا ہے:

"۷۱۱ء میں عرب فتح سے پہلے سندھی دستاویزات شاذ ونادر ہی ملتی ہیں، اس سے قبل چند قابل ذکر واقعات تو ہوئے ہیں لیکن ماقبل عرب ایام کا کوئی مسلسل بیان نہیں ملتا۔ صدیوں تک سندھ کی تاریخ کو جزوی کہا جا سکتا ہے، مسلسل نہیں"۔[15]

اس بنا پر سندھ میں عہد رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں کی دعوتی سرگرمیوں کا مفصل تذکرہ نہیں ملتا تاہم بعض ذرائع سے ان ادوار میں مسلمانوں کے مقامی باشندوں کے ساتھ روابط کا تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ اس سلسلے میں سرزمین سندھ میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں چند صحابہ کرامؓ کی ایک وفد کی صورت میں بغرض دعوت

14۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، عرب وہند عہد رسالتؐ میں، ص ۱۴۵ تخلیقات لاہور ۲۰۰۴ء بحوالہ عجائب الہند بزرگ بن شہریار رامہرمزی

15۔ سورلے، ٹی ایچ، گزیٹیر سندھ (اردو) ترجمہ پروفیسر ایم انور رومان، ص ۳۶، مطبوعات النساء کوئٹہ طبع اول ۱۹۹۱ء

اسلام آمد کا بعض روایات میں ذکر ملتا ہے۔[16] یہ دونوں روایات سندھ کے معروف محدّث اور فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی نے اپنی تالیف بیاض ہاشمی میں علامہ جلال الدین سیوطی کی جمع الجوامع کے حوالے سے نقل کی ہیں۔ پہلی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن محمد بن علی بن ابی طالب ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرانّه وفد علیه وفدان فی یومِ واحدمن السند وافریقه بسمعهم وطاعتهم"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ دو وفد ایک دن میرے پاس آئے ہیں، ان میں سے ایک کا تعلق سندھ اور دوسرے کا افریقہ سے تھا۔ دونوں نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔"

دوسری روایت یہ ہے:

"روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسل کتابه الی اهل السند علی ید خمسة نفر من الصحابه فلما جآءوا فی السند فی قلعة یقال نیرون اسلم بعض اهله ثم رجع من الصحابه اثنان مع الوافد علیه من السند وبقی ثلاثة منهم فی السند و اظهر اهل السند الاسلام وبینو ا لاهل السند الاحکام وماتو ا فیه وقبورهم فیه الآن موجودة وجدت۔"

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سندھ کے باشندوں کے یہاں اپنے پانچ صحابہ رضی اللہ عنھم کے ذریعے اپنا نامہ مبارک بھیجا جب یہ لوگ سندھ کے مقام نیرن کوٹ میں آئے تو وہاں کے بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر ان پانچ میں سے دو واپس چلے گئے اور باقی تین سندھ میں رہ گئے۔ سندھ کے لوگوں نے ان کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور انھوں نے اہل سندھ کو اسلام کے احکام سکھائے بعد میں یہ لوگ سندھ میں انتقال کر گئے اور ان کی قبریں اب تک وہاں موجود ہیں۔[17]

16۔ قاضی اطہر مبارکپوری نے بھی ایک قلمی مجموعے "مجموعہ کلمات ورسائل" مولوی بخاری، قلمی ورق ۱۹۰ سے یہ روایات نقل کی ہیں۔ تاہم ان کے خیال میں علامہ سیوطیؒ کی جمع الجوامع میں ان روایات کا ہونا مستبعد ہے۔ (عرب وہند عہد رسالتؐ میں ص۱۷۸-۱۷۶)

17۔ نقشبندی، محمد طفیل احمد، تحفۃ الزائرین، ص ۱۹-۱۸ دربار حضرت سیدنا عبداللہ شاہ اصحابیؓ مکلی شریف ٹھٹھہ ۲۰۰۵ء ، بحوالہ بیاض ہاشمی۔

قطع نظر اس کے کہ ان روایات سے جو ابھی بیان کی گئی ہیں اگر ان سے کسی نوعیت کا شرعی حکم ثابت کرنا مطلوب ہو تو یہ روایات اس درجہ مستند نہیں ہیں لیکن تاریخ نگاری کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے تاریخی دستاویز کے طور پر اسے قبول کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

یہ تو تذکرہ تھا ان شواہد کا جو عہد رسالت مآب ﷺ میں براہ راست صحابہ کرام کے اہل سندھ سے دعوتی روابط سے متعلق ہیں تاہم اس کے متصل بعد کے ادوار کے بارے میں ہمیں متعدد تاریخی شہادتوں سے صحابہ کرام کی حدود سندھ میں آمد کا اور عہد خلافت راشدہ میں حدود سندھ میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام کا بھی ثبوت ملتا ہے جس کا ہم یہاں تذکرہ کریں گے۔

عہد خلافت راشدہ میں حدود سندھ میں کئی ایک صحابہ کرامؓ کی آمد تاریخی اعتبار سے ثابت ہے اسی طرح سرزمین سندھ میں تابعین وتبع تابعین کی آمد اور مستقل سکونت کے بھی شواہد موجود ہیں۔ تاہم ان شواہد کی روشنی میں یہ جائزہ لینا ضروری ہے کی کیا اس خطے میں اسلام کی اشاعت صرف تلوار کے زیر اثر ہوئی ہے یا اس میں دیگر عوامل بھی کارفرما رہے ہیں۔ یہاں تاریخی شواہد کی روشنی میں حدود سندھ میں جن صحابہ کرامؓ کے ورود مسعود کا ذکر ملتا ہے، ان کے اسمائے گرامی ذیل کے جدول میں درج کئے گئے ہیں۔[18]

سندھ میں صحابہ کرامؓ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمایاں سرگرمی
۱	حکم بن ابوالعاص الثقفیؓ	دیبل ومکران پر یلغار کی۔ (عہد فاروقیؓ)
۲	مغیرہ بن ابوالعاص الثقفیؓ	دیبل پر حملہ کیا۔ (عہد فاروقیؓ)
۳	ربیع بن زیاد حارث مذحجیؓ	سیوستان اور مکران کی فتوحات میں شرکت، گورنر بھی رہے (عہد فاروقیؓ)
۴	عاصم بن عمرو بن تمیمیؓ	سندھ سے ملحقہ سجستانی علاقے میں جہاد (عہد فاروقیؓ)

18۔ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص۸۵-۵۱ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور طبع دوم ۱۹۹۴ء/ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص۸۷-۶۷ مکتبہ قدوسیہ لاہور ۲۰۰۴ء

۵	عبداللہ بن عمیر اشجعیؓ	بلاد سجستان سے سندھ کے اندرونی علاقوں تک فتوحات (عہد فاروقیؓ)
۶	عبیداللہ بن معمر تیمیؓ	مکران اور سندھ کی طرف معرکے مفتوحہ علاقوں کے والی بھی رہے ۔(عہد عثمانیؓ)
۷	عمیر بن عثمان بن سعدؓ	مکران کے اس علاقے کے والی مقرر ہوئے جو سندھ کی حدود میں تھا ۔(عہد عثمانیؓ)
۸	عبداللہ بن سوید تیمیؓ	سندھ کے ایک معرکے میں شرکت (عہد مرتضویؓ)
۹	عبدالرحمن بن سمرہ قرشیؓ	والیٔ سجستان (عہد عثمانیؓ)
۱۰	مہلب بن ابو صفرۃ الازری العتکیؓ	خراساں کے والی رہے، سندھ کے شہر قندابیل تک معرکے (عہد معاویہؓ)
۱۱	عبداللہ بن سوّار عبدیؓ	رن کچھ اور قلات کے علاقوں میں فتوحات (عہد معاویہؓ)
۱۲	یاسر بن سوّار عبدیؓ	بھائی کے ساتھ شریک جہاد رہے۔(عہد معایہؓ)
۱۳	منذِر بن جارود عبدیؓ	سندھ کے مفتوحہ علاقوں کے گورنر رہے۔(عہد یزید بن معاویہؓ)

حدود سندھ میں تابعین کرامؒ[19]

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمایاں سرگرمی
۱	ابن اسید بن اخنسؒ	والیٔ سندھ (عہد عبدالملک بن مروان)
۲	ابوشیبہ جوہریؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ
۳	ثاغر بن ذعرؒ	لشکر اسلامی کے امیر، (عہد مرتضویؒ)
۴	حاتم بن قبیصہؒ	جہاد، درس حدیث
۵	حکم بن منذِر عبدیؒ	جہاد

19۔ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص ۱۳۵-۹۰/ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص ۱۱۱-۸۹

٦	راشد بن عمرو الجدیدیؒ	جہاد، بعہد عثمانؓ، گورنر بعہد معاویہؓ
۷	زائدہ بن عمیر طائی کوفیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ
۸	زیاد بن حواری عمی/عبدیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ
۹	ابو قیس زیاد بن رباح قیسیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ
۱۰	حکم بن عوانہ کلبیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ، امیر سندھ بھی رہے
۱۱	معاویہ بن قرہ مزنی بصریؒ	تعلیم و تربیت
۱۲	مکحول بن عبد اللہ سندھیؒ	امام السند والشام کا لقب ملا
۱۳	عبد الرحمن بن عباسؒ	فتوحات، سندھ میں وفات
۱۴	عبد الرحمن سندھیؒ	انس بن مالکؓ کے شاگرد
۱۵	قطن بن مدرک کلابیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ، اشاعت اسلام
۱٦	قیس بن ثعلبہؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ، اشاعت اسلام
۱۷	کہمس بن حسن بصریؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ، اشاعت اسلام، وفات سندھ میں
۱۸	یزید بن ابی کبشہ السکسکیؒ	سندھ کے والی صرف ۱۸ دن اور پھر وفات
۱۹	موسیٰ سیلائیؒ	صاحب روایت
۲۰	موسیٰ بن یعقوب ثقفیؒ	سندھ میں پہلے قاضی القضاۃ
۲۱	عبد الرحمن کندیؒ	والیٔ سجستان
۲۲	عمر بن عبید اللہ قرشی تمیمیؒ	حدود سندھ کی فتوحات میں شرکت
۲۳	ثمر بن عطیہ اسدیؒ	ہمراہ محمد بن قاسمؒ
۲۴	سعید بن اسلم کلابیؒ	سندھ کے والی مقرر کیے گئے
۲۵	سعید بن کندیر قشیریؒ	
۲٦	ایوب بن زید ہلالیؒ	فتوحات میں شرکت

۲۷	حری بن حری باہلیؒ	عبیداللہ بن زیاد نے حدود سندھ کا والی بنایا
۲۸	عباد بن زیاد امویؒ	والیٔ سجستان رہے
۲۹	یزید بن مفرغ حمیریؒ	فتوحات میں شرکت
۳۰	ربیع بن صبیح سعدی البصریؒ	فتوحات میں شرکت
۳۱	مجاعہ بن مسعر تمیمیؒ	سندھ کے والی رہے
۳۲	عطیہ بن سعدی عوفیؒ	محمد بن قاسمؒ کے ہمراہ
۳۳	حسن بصریؒ	زمانۂ خلافت میں حدود سندھ وارد ہوئے
۳۴	صیفی بن غسیل شیبانیؒ	حدود سندھ میں جہاد میں شرکت
۳۵	ابو سالمہ زُطّیؒ	-
۳۶	محمد بن قاسمؒ	فاتح سندھ
۳۷	المفضل بن مہلب بن ابی صفرہؒ	ثقہ راوی حدیث
۳۸	ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری نزیل السند	تجارت کی غرض سے آئے اور سندھ میں مقیم ہو گئے، ثقہ راویٔ حدیث

قیاس تو یہ ہے کہ سندھ میں بڑی تعداد میں تبع تابعینؒ رہے ہوں گے۔ لیکن کتب تاریخ وانساب میں جن تبع تابعین کا ذکر مل سکا ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل جدول میں دیے گئے ہیں۔[20]

سندھ میں تبع تابعینؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمایاں سرگرمی

[20]۔ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص۲۱۹-۱۹۷/ بھٹی، مولانا محمد اسحاق، برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص ۱۳۵-۱۲۳

۱	کرز بن ابو بکر زعبدی کوفیؒ	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں قلات روانہ کی گئی فوج میں شریک تھے۔
۲	معلی بن راشد بصریؒ	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں قلات روانہ کی گئی فوج میں شریک تھے۔
۳	جنید بن عمرو العدوانی المکیؒ	محمد بن قاسم ثقفیؒ کی فوج کے ہمراہ وارد سندھ ہوئے۔
۴	محمد بن زید عبدیؒ	محمد بن قاسم ثقفیؒ کی فوج کے ہمراہ وارد سندھ ہوئے۔
۵	محمد بن غزان کلبیؒ	والیٔ سندھ مقرر کیے گئے۔
٦	ابو عیینہ ازدیؒ	سندھ میں مقیم ہو گئے تھے۔
۷	سندس بن شماس السمان البصریؒ	سندھ سے بصرہ چلے گئے تھے۔
۸	عبدالرحیم دیبلی سندھیؒ	آل ثقیف میں سے تھے ان کے جد امجد محمد بن قاسم کی فوج میں سندھ آئے تھے۔
۹	عبدالرحمن بن عمر اوزاعیؒ	سندھ سے دمشق چلے گئے تھے۔
۱۰	عبدالرحمن بن السندیؒ	سندھ سے حصول علم کے لیے دمشق گئے تھے
۱۱	عمرو بن عبید بن باب السندیؒ	ان کے دادا باب سندھ میں مقیم تھے پھر یہ خاندان بصرہ منتقل ہو گیا۔
۱۲	فتح بن عبداللہ سندھیؒ	پہلے غلام تھے پھر آزاد کر دیے گئے۔
۱۳	قیس بن بسر بن سندی البصریؒ	قیس کا تعلق سندھ سے تھا۔
۱۴	ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن سندھی مدنیؒ	مشہور مدنی محدث۔ سندھ سے مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تھے۔
۱۵	یزید بن عبد اللہ قرشی سندھیؒ المعروف ابو خالد بیسریؒ	ان کی ولادت سندھ میں ہوئی تھی اسی اعتبار سے سندھی اور بیسری کہلاتے تھے۔

سندھ میں مسلم حکومت کا قیام اور اشاعت اسلام:

سندھ میں محمد بن قاسم کی فتح سے قبل حدود سندھ میں اسلام کے تعارف کی کئی شہادتیں دستیاب ہیں۔ عہد رسالت میں جس طرح تبلیغی وفود کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔ مکران کی سرحد سندھ کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور چچ بن سیلائج کے دور میں مکران حدود سندھ میں شامل تھا[21]۔ مکران میں عہد خلافت میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی[22] اور اس وقت سے مکران میں مسلمان گورنروں کا تقرر بھی کیا جاتا تھا۔ اسی طرح جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں میں عربوں کی نوآبادیوں کی بناپر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چند سال کے اندر ہی اسلام برصغیر میں داخل ہو گیا تھا۔ سندھ کی حدود میں مکران میں عہد خلافت راشدہ میں اسلامی حکومت کا قیام اس کی تائید فراہم کرتا ہے کہ اس خطے میں عسکری مہم جوئی سے قبل اسلام کے تعارف اور اشاعت کی راہ ہموار ہو چکی تھی۔ اس لیے سندھ کے لوگوں کے لیے فتح سندھ سے قبل بھی اسلام کوئی اجنبی نہیں رہا ہو گا۔ مسلمان جہاں بھی جاتے تھے ان کا مسجد و درس گاہ کے قیام اور اسلام کے اصولوں کی آبیاری کے لئے ضروری اقدامات پر مکمل دھیان ہوتا تھا۔ حدود سندھ میں عربوں کی آمد و رفت کا سلسلہ کسی نہ کسی حوالے سے جاری رہا جس کا ثبوت قبل از بعثت اور عہد رسالت میں واضح ہے جس کی روشنی میں یہ تصور درست ہے کہ سندھ میں اسلام کے فروغ میں ابتدائی عامل محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے بہت پہلے مسلمانوں کا مقامی آبادی کے ساتھ قائم تعلق ہے البتہ محمد بن قاسم کی فتح سندھ نے اس خطے سے برہمن راج کے خاتمے میں حتمی کردار ادا کیا اور سندھ میں مسلم حکومت کے قیام سے پورے برصغیر میں اشاعت اسلام کی راہ ہموار ہوئی اور سندھ کی فتح نے مسلمانوں، ہندوؤں اور اس خطے میں آباد دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان نئے ثقافتی و سماجی رابطوں کو استوار کیا۔ مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے ساتھ محمد بن قاسم ثقفیؒ کا حسن سلوک اور

21۔ الاصطخری، ابواسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی، مسالک الممالک، ص ۱۷۲-۱۷۱، طبع لیڈن، مطبع بریل ۱۸۷۰ء، البلاذری، احمد بن یحیی، فتوح البلدان ، ص۶۰۷تا۶۱۸ مؤسسۃ المعارف بیروت ۱۹۸۷ء، البغدادی، ابوالقاسم بن حوقل ، صورۃ الارض ص ۲۷۵، منشورات، دار مکتبہ الحیات بیروت ۱۹۹۲ء

22۔ الطبری ،ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک (صحیح وضعیف تاریخ الطبری تحقیق محمد بن طاہر البرزنجی)، ج۳، ص ۳۱۳، دار ابن کثیر بیروت، طبع اول ۲۰۰۷ء۔ الطرازی، دکتور عبداللہ مبشر، موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیہ لبلاد السند والبنجاب فی عہد العرب اول ص ۱۳۶

رواداری بھی اشاعت اسلام کا ایک اہم سبب بنی۔ حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو ہر مرحلے پر رواداری اور عفوودر گزر کی تلقین کی۔ جس کا اندازہ فتح سندھ کے دوران محمد بن قاسم کو حجاج کی جانب سے لکھے گئے خطوط سے لگایا جاسکتا ہے۔ان خطوط میں حجاج نے محمد بن قاسم کو وقتاً فوقتاً جو ہدایات جاری کیں وہ یہ ہیں:

> "جب ملک پر تم قابض ہو جاؤ تو قلعوں کی استواری اور لشکر کی رفع احتیاج کے بعد تمام اموال و خزائن کو بہبود رعایا اور رفاہِ خلق میں خرچ کرو اور یاد رکھو کہ کاشت کاروں، کاری گروں، سوداگروں اور پیشہ وروں کی خوشحالی و فارغ البالی سے ملک آباد و سرسبز ہوتا ہے۔"[23]
>
> "جو کوئی تم سے جاگیر و ریاست طلب کرے تم اس کو ناامید نہ کرو، التجاؤں کو قبول کرو۔امان و عفو سے رعایا کو مطمئن کرو۔"[24]
>
> "تمہارے خط سے معلوم ہوا کے برہمن آباد کہ ہندو اپنے مندروں کی عمارت درست کرنا چاہتے ہیں چونکہ انہوں نے اطاعت قبول کر لی ہے لہٰذا ان کو اپنے معبود کی عبادت میں آزادی حاصل ہونی چاہیے اور کسی قسم کا جبر کسی پر مناسب نہیں۔"[25]

کیا اس سے بڑھ کر بھی حسنِ سلوک اور مذہبی رواداری کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ محمد بن قاسم اور اس کے بعد مسلمان گورنروں نے ملک سندھ میں ہندؤوں کے مندروں کے لیے بڑی بڑی جاگیریں وقف کیں جیسا کہ مسجدوں کے لیے بھی انہوں نے اوقاف مقرر کیے۔[26] اس حسنِ سلوک کا یہ اثر ہوا کہ سندھ کے بدھ، ہندو اور دیگر مذاہب کے ماننے والے تیزی سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اگرچہ کسی پر بھی قبول اسلام کے لیے جبر نہیں کیا گیا۔جو شہر فتح کیے جاتے وہاں مسجد ضرور تعمیر کی جاتی تھی اور نو مسلموں کی تربیت اور ان میں دینی تعلیم عام کرنے کے لیے ان مساجد میں باضابطہ مکاتب کا سلسلہ شروع کیا جاتا تھا۔لوگوں کی دینی مسائل میں رہنمائی اور مقدمات میں قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کے لیے مفتیوں اور قاضیوں کا تقرر کیا جاتا تھا۔ محمد بن قاسم نے فتح سندھ کے وقت بڑے شہروں مثلاً دیبل، نیرون کوٹ، سیوستان

23- کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص ۱۴۲-۱۴۱، سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۲۰۰۴ء

24- کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص ۱۵۳

25- کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص ۱۳۱

26- کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص ۱۳۴

، برہمن آباد، الور، ملتان، دیپالپور، قنوج اور ویہند تک بتخانوں کے سامنے جامع مسجدیں تعمیر کرائیں جن میں خطباء اور مؤذنوں کا تقرر کیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ دیبل اور دیگر شہروں سے سینکڑوں علماء کرام تیار ہوئے۔[27] سندھ میں پہلے نو مسلم مولانا اسلامی ہیں جن کی سفارت راجہ داہر کے دربار میں بھجوائی گئی تھی۔مولانا اسلامی دیبل کے ایک معزز ہندو خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن جب وہ راجہ داہر کے دربار میں پہنچے تو انہوں نے راجہ داہر کے سامنے سر جھکانے اور آداب شاہی بجالانے سے مسلمان ہو جانے کی بنا پر انکار کر دیا۔[28] فتح سندھ کے بعد مولانا اسلامی نے تبلیغ اسلام میں نہایت گرمجوشی سے حصہ لیا۔ان کی کاوشوں کی وجہ سے دیبل شہر عالم اسلام میں علوم وفنون کا اہم مرکز شمار ہونے لگا۔محمد بن قاسم کے بعد سندھ بنوامیہ کے دور میں داخلی انتشار کا شکار رہا۔عربوں کے دور میں سندھ میں مختلف نئے شہروں منصورہ، محفوظہ اور بیضاء کی بنیاد رکھی گئی تو یہ شہر بھی اسلامی تہذیب وثقافت اور علوم وفنون کی اشاعت کے اہم مراکز بن گئے۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ مختلف غیر مسلم حکمرانوں اور سرداروں کو خطوط لکھے جس میں سندھ کے ہندو راجا بھی شامل تھے۔بلاذری اس بارے میں کہتا ہے:

> "فكتب الى الملوك يدعوهم الى الاسلام والطاعة على ان يملكهم ولهم ما للمسلمين وعليهم ماعليهم وقد كانت بلغتهم سيرته ومذهبه فأسلم حبشة والملوك وتسمّوا باسماء العرب" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بادشاہوں کو اس شرط کے ساتھ قبول اسلام کی دعوت پیش کی کہ ان کی بادشاہی میں کوئی خلل نہ آئے گا اور انہیں مسلمانوں کے جملہ حقوق حاصل ہوں گے اور وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد کی جاتی ہیں۔ان بادشاہوں کو خلیفہ کے اعلیٰ کردار اور حسنِ اخلاق کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا اس لیے راجہ جیسے اور دوسرے بادشاہوں نے بخوشی اسلام قبول کیا اور اپنے نئے عربی (اسلامی) نام رکھ لیے۔[29]

مجموعی طور پر عربوں کے دور میں سندھ میں اسلام کو خوب فروغ ملا۔اسی دور میں سندھ باب الاسلام کے نام سے موسوم کیا گیا۔اور اسلامی لٹریچر کی سندھی زبان میں منتقلی پر توجّہ دی گئی۔اس سلسلے میں سندھی زبان میں قرآن مجید کا پہلا

27۔ مولائی شیدائی، رحیم داد خان، جنۃ السند، ص ۵۲ اسندھیکا اکیڈمی کراچی ۲۰۰۰ء

28۔ کوفی، علی بن حامد، چچنامہ (سندھی) مترجم مخدوم امیر احمد، ص ۱۶۰

29۔ البلاذری، ابوالعباس احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، ص ۶۲۰، مؤسسۃ المعارف بیروت ۱۹۸۷ء

ترجمہ ہوا۔ قرآن مجید کا سندھی ترجمہ برصغیر کی مختلف زبانوں میں سب سے پہلا ترجمہ قرار دیا جاتا ہے۔[30] قرآن مجید کا یہ سندھی ترجمہ الور کے راجہ مہروگ بن رائق کی استدعا پر ایک منصوری عالم دین نے کیا تھا۔[31] اس دور میں سندھی رسم الخط نے ملواری اور ادھنا گری سے تبدیل ہو کر عربی شکل اختیار کر لی جیسے ایران میں پہلوی فارسی میں تبدیل ہو گئی تھی۔[32]

سندھ میں تصوّف:

صوفیائے کرام کے اسلوب دعوت کو فروغ اسلام کے ذریعے کے طور پر مانا جاتا ہے اور برصغیر میں بھی اس عنصر کو اشاعت اسلام کا ایک اہم سبب سمجھا گیا۔ سندھ میں تصوّف کی ابتداء عربوں کے دور میں ہو چکی تھی۔ ہندوستان میں باقاعدہ تصوّف کے سلسلوں کے آغاز سے بہت پہلے سرزمین سندھ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہندوستان کے سب سے پہلے صوفی اور درویش شیخ ابو تراب المعروف حاجی ترابیؒ اسی سرزمین میں آسودہ خاک ہوئے جو دوسری صدی ہجری کے پہلے صوفی بزرگ ہیں جنہیں بنو عباس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں سے ہوتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک موضوع کچھ اور کوری کے درمیان ٹھٹھہ سے ۱۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[33] سندھ میں اسلام کی اشاعت صوفیائے کرام کی رہین منّت ہے۔ سندھ میں اسلام کی پوری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ مسلمانوں کی دعوتی و تبلیغی کاوشوں کی بنا پر ہی سندھ میں اسلام کو فروغ ملا ہے اور یہ سلسلہ پورے اسلامی دور پر پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان عظیم ہستیوں کے مزارات اور مقبرے سندھ کے چپے چپے پر موجود ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔

سندھ گزیٹیر کے مصنف نے انگریز کپتان الیگزینڈر ہملٹن کے ایک بیان کی بنیاد پر یہ عجیب خیال ظاہر کیا ہے کہ سندھ میں مسلمانوں کو گزشتہ دو تین صدیوں میں اکثریت حاصل ہوئی ہے۔ ہملٹن جو ۱۶۹۹ء میں ٹھٹھہ آیا تھا۔ اس کا کہنا ہے

30۔ مولائی شیدائی، رحیم داد خان، جنۃ السند، ص ۱۵۲/ قاسمی، علامہ غلام مصطفیٰ، قرآن مجید جا سندھی ترجما ایئں تفسیر، سہ ماہی مہران ۱۹۸۰ء ص ۱۴۵

31۔ مولائی شیدائی، رحیم داد خان، جنۃ السند، ص ۱۵۲ بحوالہ عجائب الہند، بزرگ بن شہریار رامہرمزی

32۔ مولائی شیدائی، رحیم داد خان، جنۃ السند ص ۱۸۸

33۔ قدوسی، اعجاز الحق، تذکرہ صوفیائے سندھ، ص ۳۰-۲۹، اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۲۰۰۶ء

کہ ٹھٹھہ کی آبادی میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں دس اور ایک کی نسبت ہے، اور اتنے بڑے پیمانے پر تبدیلیٔ مذہب میں خیال ظاہر کیا گیا کہ سندھ کے حکمران خاندانوں (کلہوڑا اور تالپور) کی پالیسی کا دخل ہے گویا انہوں نے زبردستی کرکے لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو۔[34] کیپٹن الیگزینڈر کا بیان اور اس کی بنیاد پر اختیار کیے گئے نظریے میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔ سندھ دھرتی اور ٹھٹھہ میں جس کے بارے میں الیگزینڈر کا بیان سامنے آیا ہے، مکلی میں محو خواب بیسیوں نامور صوفیائے کرام اور علمائے دین نے اپنی پوری زندگی اسلام کے فروغ میں بسر کی تھی۔ ٹھٹھہ کے بارے میں مذکورہ خیال کی اس سے نفی ہوتی ہے۔ کیپٹن الیگزینڈر کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے:

> "اعداد و شمار کے معاملے میں سیاحوں کے تاثرات صحیح رہنمائی نہیں کرتے۔ لیکن اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ٹھٹھہ کے تجارتی شہر میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی تو بھی تمام سندھ کی آبادی کے اجزائی ترکیبی کو اس نسبت پر قیاس کرنا بڑی غلطی ہوگی۔ کیوں کہ شروع سے لے کر پاکستان کے قیام تک ہندوؤں کی آبادی بڑے بڑے شہروں میں مرکوز رہی تھی، دارالحکومت کراچی میں بھی غیر مسلم آبادی کی اکثریت تھی حالانکہ سندھ میں اکثریت زبردست مسلم اکثریت تھی..... مگر مسلم اکثریت کو کلھوڑوں اور تالپوروں کی حکمت عملی کا نتیجہ قرار دینا غلطی ہے۔"[35]

سندھ میں صوفیائے کرام کے مختلف سلسلے کارفرما رہے ہیں، سلسلۂ سہروردیہ کی سندھ میں ترقی و اشاعت میں سب سے پہلے حضرت شیخ نوح بھکریؒ نے حصہ لیا۔ انہوں نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے مرید ہونے سے پہلے بیعت اور خلافت حاصل کی۔[36] شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے مشہور مرید جن کا مزار سندھ کی سب سے بڑی زیارت گاہ ہے، مخدوم لال شہباز قلندرؒ ہیں۔ صاحب تحفۃ الکرام کا بیان ہے کہ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حضرت بو علی قلندرؒ (امام ابو حنیفہؒ کی اولاد میں سے، ولادت پانی پت میں ہوئی) کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے فرمایا:

34۔ اکرام، شیخ محمد، آب کوثر، ص ۲۹۵ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۲۰۰۶ء

35۔ قریشی، ڈاکٹر اشتیاق حسین، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، ص ۶۰ شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی ۱۹۹۹ء

36۔ قدوسی، اعجاز الحق، تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۲۸۲-۲۸۱

"ہند میں تین سو قلندر موجود ہیں بہتر ہے کہ آپ سندھ تشریف لے جائیں" ان کے مشورے کے مطابق آپ سندھ میں سیوستان (سیوھن) کے مقام پر اقامت گزین ہوئے"۔[37]

سندھ میں سلسلہ قادریہ (شاہ عبد القادر جیلانیؒ سے منسوب) کے عظیم المرتبت صوفیاء میں شیخ خضر سیوستانیؒ (م ۹۹۴ھ) کا شمار ہوتا ہے۔ سندھ میں سلسلۂ قادریہ کے فیوض و برکات کو عام کرنے میں شیخ خضرؒ کا بڑا حصہ ہے۔[38] سندھ میں سلسلۂ نقشبندیہ کے سب سے پہلے بزرگ مخدوم آدم نقشبندیؒ ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے۔[39] جبکہ سندھ میں اسی سلسلے کو عام کرنے میں سب سے زیادہ جس شخصیت کی کاوشوں کا دخل ہے وہ مخدوم ابو القاسم معروف حضرت نقشبندیؒ (م ۱۱۳۸ھ) ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے مزارات ٹھٹھہ میں مکلی کے قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔[40]

علاوہ ازیں سندھ میں اشاعت اسلام میں حصہ لینے والے جن صوفیائے کرام کا تذکرہ کیا جاتا ہے اُن میں ہالہ کندہ کے مخدوم نوح ہالائی (م:۹۹۸ھ) شاہ عبد الطیف بھٹائیؒ کے پردادا شاہ عبد الکریم بلڑی وارؒ (م:۱۰۳۰ھ)، خاندان فاروقیؓ کے شیخ میر محمد معروف میاں میرؒ (م:۱۰۴۵ھ)، شاہ عبد القادر جیلانیؒ کے خاندان سے شاہ عبداللہ المعروف عبد اللہ اصحابیؒ (م:۱۰۹۳ھ)، جھرک کے صوفی شاہ عنایت اللہ (م:۱۱۳۰ھ)، مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (م:۱۱۹۵ھ)، سندھ کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ (م:۱۱۶۵ھ)، شکارپور کے شاہ فقیر اللہ علویؒ (م:۱۱۹۵ھ) عظیم مصنف و مبلغ مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھویؒ پیر پاگارا سید صبغت اللہ اوّل کے والد پیر محمد راشدؒ (م:۱۲۳۳ھ) وغیرہ بزرگانِ دین شامل ہیں۔

37۔ ایضاً ص ۲۰۲

38۔ ایضاً ص ۹۱

39۔ ایضاً ص ۴۰

40۔ ایضاً ص ۴۶

نتائج بحث:

اس مقالے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے سندھ میں اسلام کے ابتدائی تعارف اور اشاعت سے متعلق عربی، اردو، سندھی اور فارسی زبان میں دستیاب چند اہم مصادر سے استفادہ کیا گیا اور تاریخی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے درج ذیل معروضات بطور نتائج بحث اخذ کی گئی ہیں:

- عرب اور سندھ کے مابین تعلق مختلف اعتبار سے فتح سندھ سے بہت پہلے استوار ہو چکا تھا اور محمد بن قاسم کے سندھ فتح کرنے سے پہلے مسلمان حدود سندھ میں نہ صرف وارد ہو چکے تھے بلکہ ان کے ذریعے اشاعت اسلام کی راہ ہموار کی جا چکی تھی۔
- سندھ میں مقامی آبادی کا مسلمانوں سے ابتدائی تعارف جنگ و جدل کے بغیر ہوا۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں چند روایات کے مطابق جنہیں اصول حدیث کی رو سے غیر مستند قرار دیا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بغرض تبلیغ اسلام سندھ آمد کا ثبوت ملتا ہے۔ تاہم عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ متعدد تابعین اور تبع تابعین کرام کی آمد اور سندھ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا تذکرہ کتب تاریخ سے ملتا ہے جو اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ مسلمانوں نے اس خطے میں اسلام کی دعوت و اشاعت کے لئے فتح کے بعد ہر وہ طریقہ اپنایا جس سے زبردستی کے بجائے تفہیم کے ذریعے ان کے ذہنوں میں اسلام کی حقانیت بٹھائی جا سکے۔
- مسلمانوں کی حدود سندھ میں مہمات اور اس کے نتیجے میں فتح سندھ کے اسباب کا تجزیہ متعدد تاریخ نگاروں نے کیا ہے۔ تاہم اس حقیقت سے صرف نظر کرنا آسان نہیں کہ مسلمان فاتحین کی رواداری، رحم دلی اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے باعث اس خطے میں اسلام کو بڑے پیمانے پر فروغ نصیب ہوا۔ اس سلسلے میں فتح سندھ کے دوران حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کے مابین ہونے والی خط و کتابت ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

- حدودِ سندھ میں مسلم دورِ حکومت کی فتوحات کے سلسلے میں کردار ادا کرنے والے بزرگوں بالخصوص محمد بن قاسم ثقفی کا تذکرہ کیا جائے تو ان کے مفتوحہ علاقوں میں کئے گئے اقدامات سے اس بات کی تائید نہیں ملتی کہ انہیں اس وقت کے مقامی حکمرانوں کے مقابل غارت گر یا لٹیرے قرار دیا جائے نیز یہ کہ فتح سندھ کے بعد فاتحین سے روا رکھے گئے مقامی باشندوں کے مجموعی طرزِ عمل سے بھی اس تاثر کی توثیق نہیں ہوتی۔
- فتح سندھ کے بعد جہاں ایک طرف فاتحین کے حسن سلوک نے مقامی آبادی کو متاثر کیا وہیں مسلمانوں کی جانب سے دیگر مفتوحہ علاقوں کی مانند سندھ میں بھی اسلام کی تعلیم اور اشاعت کے لئے باضابطہ انتظام کیا گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ مساجد اور درس گاہوں کے علاوہ صوفیائے کرام کی کاوشوں سے خطہ سندھ میں اسلام کے پیغام کو خوب فروغ ملا۔